بعینہ وکان وحیا صریحا۔ وان قوت المتخیلۃ اشتغلت بطبیعتہا المحاکات فیکون ہذا الوحی مفتقرا الی التاویل کما تفتقر الرؤیا الی التاویل **السبب الثانی** ان یغلب علی المزاج الیبوسۃ والحرارۃ حتی تصرفہ بغلبۃ السوداء عن موارد الحواس فیکون مع فتح العین کالمبہوت الغافل عما یری ویسمع وذلک نصف خروج الروح الی الظاہر فہذا ایضا لا یستحیل ان ینکشف لنفسہ من الجواہر الروحانیۃ شئی من الغیب فتحدث بہ ویجری علی لسانہ فکانہ ایضا غافل عما یتحدث بہ وہذا یوجد فی بعض المجانین والمصروعین وبعض الکہنۃ من العرب فیحدثون بما یکون موافقا لما سیکون وہذا نوع نقصان والاول نوع کمال انتہی کلام الغزالی فی کتاب المضنون بہ علی اہلہ۔

ڈہیلی ہوکر عالم غیب پر مطلع ہون وہان انپر بعض کام اسیطرح ظاہر ہوتے ہین جیسے بجلی۔ اور یہہ امر **نبوت کی ایک شاخ** ہی۔ پہر اگر قوت خیال کمزور ہوتی ہی تو جو کچہہ غیب سے منکشف ہوتا ہی وہ بعینہ محفوظ رہتا ہے اور یہہ صاف وحی ہی اور اگر قوت خیالی قوی ہوتی ہی تو وہ اوسمین اور خیالات بہی ملا دیتی ہی یہہ وحی محتاج تاویل ہوتی ہے جیسے خوابین محتاج تعبیر ہوتی ہین۔ دوسرا **سبب بیداری مین غیب** دانیکا یہہ ہوتا ہے کہ بعض شخصونکی مزاج مین گرمی وخشکی کا ایسا غلبہ ہوتا ہی کہ وہ انکو مشاہدہ محسوسات سے روکدیتا ہی پس باوجود کہلی رہنی آنکہونکی بیہوشونکی طرح مرئیات ومسموعات سے غافل ہوتا ہی کیونکہ اسکی روح (حیوانی) داخل بدن سے ظاہر کیجانب کم نکلی رہتی ہی۔ ایسی شخص پر جواہر روحانیہ سے کچہہ منکشف ہوجانا اور اوسکی زبان سے اسکا سرزد ہونا (جسکی اسکو خبر بہی نہو) بعید نہین ہے۔ یہی بات ہی جو بعض دیوانون اور بیہوشون اور عرب کے کاہنون مین پائی جاتی ہے جو آئندہ کی ایسی باتین بتاتی ہین جو مطابق واقع نکلتی ہین پر یہہ **قسم نقصان** کا ہی چنانچہ قسم اول (جو انبیا سے مخصوص ہے) **نوع کمال** ہے۔ کلام امام غزالی تمام ہوا جو کتاب المضنون بہ علی اہلہ مین ہے۔

یہہ بات جو خواب وبیداری مین انکشاف غیب کے لمیت مین امام غزالی نے فرمائی ہے اسکی صحت کا فلاسفہ ملاحدہ (جو انبیا کا اتباع نہین کرتے اور آجکل کے نیچرون کیطرف خلاف عادت وبرخلاف قانون قدرت کسی بات کو نہین مانتے) بہی اعتراف رکہتی ہین چنانچہ **امام رازی** کتاب **المطالب العالیۃ فی الحکمۃ المتعالیۃ** کی کتاب نبوت مین فلاسفہ کیطرف سے نقل کرتے ہین کہ سچے خوابونکے سبب کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے

اما الرؤیا الصالحۃ فالکلام فی ذکر سببہا مفرع علی مقدمتین احدیہما ان جمیع الامور الکائنۃ فی ہذا العالم الاسفل مما

ایک یہ جسقدر امور اس عالم سفلی (دنیاوی) سابقا ہوچلے ہین یا آئندہ ہونیوالی ہین یا بالفعل ہو رہے ہین

کان ومما سیکون ومما ہو کائن ہو موجود فی علم الباری
وعلم الملئکۃ العقلیۃ والنفوس السماویۃ والثانیۃ ان
النفوس الناطقۃ من شانہا ان تتصل بتلک المبادی
وتنتقش فیہا الصور المنتقشۃ فی تلک المبادی لا جل
ان النفس الناطقۃ غیر قابلۃ لتلک الصور لا جل ان
استغراق النفس فی تدبیر البدن صارما نعا من ذلک الاتصال
فاذا عرفت ہذا فنقول ان النفس اذا حصل لہا
اوانی الفراغ من تدبیر البدن اتصلت بطبا عہا بتلک
المبادی فینطبع فیہا بعض الصور الحاضرۃ عند تلک
المبادی وہو الصورۃ التی ہی الیق بتلک النفس
ومعلوم ان الیق الاحوال ما یتعلق باحوال ذلک الانسان
وباصحابہ وباہل بلدہ واقلیمہ واما ان کان ذلک الانسان منجذب
الہمۃ الی تحصیل المعقولات لاحت لہ منہا اشیاء
ومن کانت ہمتہ الی مصالح الناس رآی ثم اذا انطبعت
تلک الصور فی جوہر النفس اخذت المتخیلۃ فی حکایۃ
تلک الصور بصور جزئیۃ تناسبہا ثم تلک الصور
ینطبع فی الحس المشترک فہذا ہو سبب الرؤیا فی المنام
واعلم ان النفس الناطقۃ اذا کانت کاملۃ القوۃ والفعلیۃ
بالوصول الی الجواہر العالیۃ والسافلۃ وتکلوا فی القوۃ
بحیث لا یضرہا اشتغالہا بتدبیر البدن عاقلہا عن
الاتصال بالمبادی المفارقۃ ثم اتفق ایضا ان

وہ سبھی خدا کی اور عقول ونفوس فلکیہ (بزعم فلاسفہ)
کے علم مین موجود ہین - دوسرا یہ کہ ان مبادی (عقول
وغیرہ) سے نفس ناطقہ (روح انسانی) کا اتصال ممکن ہے
اسکی یہ وجہ نہین کہ نفس ناطقہ خود اون علوم کا محل نہین
ہی - بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ نفس کا تدبیر بدن مین مستغرق
رہنا اس اتصال سے مانع ہی - جب یہہ تو نے جان لیا تو اب
ہم (فلاسفہ کیطرف سے) کہتے ہین کہ جب نفس کو تھوڑی
سی بھی تدبیر بدن سے فراغت ہوتی ہے تو وہ
اپنے طبعی تقاضا سے اون مبادی سے متصل ہوجاتا
ہی تو اسمین بعض صورتین جو مبادی مین ہین نقش
ہوجاتی ہین جیسکہ اس نفس کے لائق حال ہوتے ہین -
اور یہ خود معلوم ہے کہ ہر شخص کے لائق وہ چیز
ہوتی ہے جو اوسکے متعلق ہو یا اوسکے ساتھیون کے
یا اوسکے ملک والون کے اور اگر کسیکی ہمت تحصیل
معقولات کیطرف متوجہ ہوتی ہے تو اوسکو ویسے
ہی باتین نمایا ہوتی ہین اور جسکی ہمت لوگونکی
اصلاح کیطرف متوجہ ہوتی ہے (جیسے انبیا) وہ ویسی
ہی صورتین دیکھتے ہین - پھر جب وہ صورتین اون
مبادی سے ذات نفس مین آتی ہین تو قوت خیالی
اون صورتونکی مناسب صورتین خیال مین ڈالتی
ہی پھر وہ خیالی صورتین حس مشترک مین دکھائی دیتی ہین

کانت قوتہ الفکریۃ قویۃ قادرۃ علی انتزاع لوح
الحس المشترک عن الحواس الظاہرۃ فحینئذ لا یبعد ان
یقع لمثل ہذہ النفس فی حال الیقظۃ مثل ما یقع للنائمین
من الاتصال بالمبادی۔ والنفوس التی لیس لہا
من القوۃ ما تقوی علی الاتصال بعالم الغیب
فی حال الیقظۃ ربما استعانت بما یدہش الحس ویحیر الخیال
فتستعد النفس بسبب حیرتہا وانقطاعہا فی تلک اللحظۃ
عن تدبیر البدن لانتہاز فرصۃ ادراک الغیب
والشرط فی ہذا ان یکون ذلک الانسان ضعیف
العقل مصدقا لکل ما یحکی لہ مثل الصبیان والنسوان
والبلہ فہؤلا اذا ضعفت حواسہم وکانت اوہامہم
شدیدۃ الانجذاب الی مطلوب معین فحینئذ
یقع لنفوسہم التفات فی تلک اللحظۃ اللطیفۃ الی
عالم الغیب وتبلغ ذلک المطلوب فتارۃ یسمع
خطابا ویظن انہ من جنی وتارۃ تتراءی لہ صور
مشاہدۃ فیظن انہا من اعوان الجن فیلقی
علیہ ما ینطق بہ فی اثناء الغشیۃ فیاخذہ السامعون
ویبنون علیہ تدابیرہم فی مہماتہم۔ فہذا انتہی
ما قررہ الشیخ الرئیس فی ہذا الباب۔

سچی خواب دیکھنے کا یہی سبب ہے اور جن نفوس میں
قوت رکھتا ہے اور جانب علوی (عالم بالا) اور
جانب سفلی (دنیا) دونوں کو پہنچ سکتا ہے اور اسکی
قوت ایسی ہوتی ہے جسکے سبب اسکا تدبیر بدن میں
مشغول رہنا اون مجردات کے اتصال سے مانع نہیں
ہوتا پھر یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ اسکی قوت فکریہ
ایسی قوی ہوتی ہے کہ وہ اسکی حس مشترک کو تحت تصرف
حواس ظاہری سے نکال لینے پر قادر ہوتی ہے تو اسوقت
اس نفس کو بحالت بیداری وہ اتصال (جو خواب والوں
کو مبادی سے حاصل ہوتا ہے) حاصل ہونا بعید نہیں ہے
اور جن **نفوس میں** اسقدر قوت نہیں ہوتی
کہ اس سے وہ حالت بیداری میں اتصال مجردات کے
طاقت رکھیں تو وہ حالت بیداری میں ایسی چیز سے
مدد لیتے ہیں جو انکو مدہوش کردے اور خیال کو
حیرت میں ڈالدے پس وہ اپنی اس حیرت اور تدبیر
بدن سے انقطاع کے سبب ادراک غیب کے فرصت پانے کے قابل
ہوجاتے ہیں۔ اسکی شرط یہ ہے کہ وہ انسان (جنکی نفوس
ایسے ہوں) کم عقل ہوں جو ہر بات کو جو اونکے خیالات
بتادیں مان لیں جیسے بچے اور عورتیں اور نادان
کم ہوش ہوتے ہیں یہ لوگ جبکہ انکی ہوش وحواس ضعیف ہوتے ہیں اور انکی وہم مطلب کے باتونکیطرف سخت
کشش رکھتے ہیں تو انکی نفوس کو اس لحظہ بیہوشی میں عالم غیب کیطرف توجہ ہوجاتی ہے اور وہ اپنی مطلب

کو پہنچ جاتے ہین بس کبہی کوئی بات غیب سے سن لیتے ہین تو اوسکو جن کیطرف سی سمجہتے ہین اور کبہی اونکو کچہہ کچہہ صورتین دیکہائی دیتی ہین۔ جنکو، وہ گروہ جنون کی صورتین سمجہتے ہین۔ اس بیہوشی کیحالت مین انپر غیب سے القا ہوتا ہے جو وہ زبان سے کہتی ہین اور اوسکو سننے والی سن لیتے ہین پہر اسپر اپنی مہمونمین تدبیرونکی بناڈالتے ہین۔ یہہ شیخ رئیس فلاسفہ کی آخر تقریر ہے جو اس باب مین اسنی کہی ہے۔

یہہ تقریر رئیس فلاسفہ (بوعلی بن سینا) کی کتاب اشارات کی نمط عاشر مین (جو اسوقت ہماری پیش چشم ہے) موجود ہی اصل تقریر مین کسیقدر طول و اشکال تہا جسکے سبب اسکا سمجہنا اکثر ناظرین رسالہ پر دشوار تہا اسلئے اسکی نقل سے تعرض نہوا اور بجای اسکے اسکا خلاصہ امام رازی کی مطالب عالیہ سے نقل کیا گیا اس تقریر کے خاتمہ مین شیخ الفلاسفہ نی کہا ہے کہ یہہ باتین (جو اس تقریر مین کی گئی ہین) تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہین

ہذہ الاشیاء انما ہی ظنون امکانیۃ یصیر الیہا من امور عقلیۃ ولکنہا تجارب لما ثبتت طلب اسبابہا ومن السعادات المتفقۃ لمجی الاستبصار ان یعرض لہم ہذہ الاحوال فی انفسہم او یشاہدوا مرارا فی غیرہم حتی یکون ذلک تجربۃ لہم فی اثبات امر عجیب فاذا اتضح جسمت الفایدۃ واطمئنت النفس الی وجود تلک الاسباب وخضع الوہم ولم یعارض العقل ثم انی لو اقتصصت جزئیات ہذا الباب فیما شاہدناہ وما حکاہ الناس من صدقنا لطال الکلام ومن لم یصدق الجملۃ ہان علیہ ان لا یصدق التفصیل انتہی کلام الشیخ فی الاشارات بنحو من الحذف والاختصار لاجل غلط کان فی الاصل۔

اور سعادت جو بصیرت کو بہم پونچاتی ہے یہہ ہے کہ ان باتونکو انسان اپنی ذات مین یا بار بار اورونمین مشاہدہ کرے یہانتک کہ اسکو اس امر عجیب کا تجربہ حاصل ہو جب یہہ امر واضح ہوجاتا ہی تو بڑا فایدہ ہوتا ہی اور نفس اُن اسباب علم غیب کے وجود کا یقین کرلیتا ہے اور اسکا وہم پست ہوجاتا ہے اور جو عقل اُن اسباب کا اثبات کرتی ہی وہم اوسکا مقابلہ نہین کرتا اگر ہم اسکی تائید مین ان جزئیات کو جو ہمنے مشاہدہ کی ہین یا لوگون نے نقل کی ہین بیان کرین تو طول ہوتا ہے اور جو مجمل بیان کو نہین مانتا اوسکو تفصیل کا رد کرنا کچہہ مشکل نہین ہوتا کلام شیخ باختصار تمام ہوا۔

ہر چند یہہ اعتراف فلاسفہ خالی از علت نہین اور انکے اصول جنپر یہہ اعتراف مبنی ہے اور اونکی

غرض جو اس اعتراف کا انکے خیال مین نتیجہ ہے صحیح نہین ہے لیکن انکے اصول و غرض کا تسلیم کرنا ہمپر واجب نہین
اسلئے ہمارا انسے کچھہ نقصان نہین ہمنے انکی باتونکو انکی تقلید سے نہین مانا بلکہ اسکو اپنی تحقیقات کے موافق پاکر
انکے ہم مشرب فرقہ نیچریہ کے الزام و افہام کے لئے اسکو نقل کیا ہی لہذا اسکی سبہی متعلقات اصول و اغراض کا ماننا
ہم پر لازم نہین ہمنے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کیا ہے انکے اعتراف حق کو لیلیا اور انکے اغراض و اصول فاسدہ
کو بحکم کلائی بدبریش خاوند بایدزد جہوڑ دیا انکے **اصول کی وجہ** فساد امام رازی نے مطالب عالیہ
مین بتفصیل بیان کی ہے اور بیان **فساد** انکی **غرض کا** ہماری تحریر مین عنقریب آتا ہے **بالجملہ** امام رازی
کی تقریر سے جسپر فلاسفہ کو بہی اتفاق ہے ہمارے بیان کے جو نمبر ۱۲ جلد دوم صفحہ ۳۴۰ مین گزرا پوری تائید
ہوگئی اور یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ جس روح کو بحالت تعلق بدن تجرد حاصل ہوجاتا ہے وہ اس
تعلق کے ساتہہ اپنی ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بلاواسطہ حواس علم اشیا حاصل کرسکتی ہے
لیکن یہہ بات ہنوز تشریح طلب ہے۔ اور اسمین ایسی تفصیل کی حاجت ہی جسکے سوا بہت لوگونکے
گمراہی مین پڑجانیکا خوف ہے **وہ یہہ** کہ آیا تجرد مذکور کسبی و اختیاری ہی جسکو ہر شخص اختیاری
اسباب سے حاصل کرسکتا ہی یا وہبی و اضطراری کہ اسکا حصول محض عنایت خداوندی و اسباب غیر اختیاری
سے ہوتا ہے پہر بعض حصول تجرد جو طاقت روحکو بہم پہونچتی ہے وہ وسیع و غیر محدود ہے
کہ جس چیز کو روح چاہے جان لے اور جب چاہے مخزن علوم (یعنی معلومات الہی) کا معاینہ کرلے
یا وہ محدود ہے اور اس مخزن کی عنایت و فیضان و توفیق پر موقوف ہے **اسمین فلاسفہ**
کا تو یہہ خیال ہے کہ اس تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہے جو مجاہدہ و ریاضت نفس سے حاصل
ہوسکتا ہے اور بعد حصول اس تجرد کے نفس کی طاقت قوت علمی ایسی وسیع و غیر محدود ہوجاتی
ہی کہ جس چیز کو نفس چاہتا ہی جان لیتا ہے اور اس علم مین وہ خدا تعالی حقیقی عالم کے مشابہ ہوجاتا
ہی انکے نزدیک ارسطو سے پہلے افلاطون بقراط سقراط وغیرہ اشراقیین ایسے ہی تہے کہ اونہون نے
مجاہدہ و ریاضت سے یہ درجہ پاس کیا تہا اور اونکو ایسا ہی علم حاصل تہا۔ بلکہ انکے نزدیک
طریق تعلیم و تعلم اشراقیین اسی مجاہدہ و ریاضت سے ہوتا تہا شاگرد ایک زمانہ تک زہد و ریاضت

در ریاضت کی ساتھہ صفائی و تجرد حاصل کرلیتا پہر استاذ اسکے نفس پر علوم القا کردیتا اسیطرح کوشونکے فاصلہ سے اوستاد شاگرد کو علوم کا افادہ کرتا - یہانتک کہ اس صفائی و تجرد مین کمال ہونے سے وہ خود انعکاس علوم عالم بالا کا محل ہوجاتا - یہہ **انکی خیالات** و مقالات کتب فلسفہ قدیمہ مین مرقوم ہین اور واقفین فلسفہ کو بخوبی معلوم - اور **جو انکے** متاخرین اختلاط اہل اسلام کے سبب نبوت کے قایل ہوگئے ہین وہ نبی کی قوت علمی کو اسی قسم سے سمجھتے ہین اور جسمین وہ قوت ہو اوسکو نبی یا ہمسر نبی خیال کرتے ہین - بلکہ انکا اس قوت کو تجویز یا تسلیم کرنا اسی غرض سے ہے **یہی غرض** انکی اس اعتراف سے ہی جسکا ذکر گزر چکا ہی یعنے انکا مقصود اس تجویز یا تسلیم سے یہہ ہے کہ یہہ قوت جو انبیا مین تسلیم کیجاتی ہے ایسا امر طبعی ہوجاوے جو کسب و اختیار سے اور ونکو بہی حاصل ہوسکے اور غیر انبیا کے لئے رتبہ انبیا کا تجویز کیا جاسکے **انکے ترویج** افلاطون و سقراط و بقراط بہی ایسے ہی تھے جیسے موسے و عیسے و محمد علیہم السلام تھے - **متاخرین صوفیہ کا خیال یہی** اسیکے قریب قریب ہے وہ حصول تجرد کو کسبی و اختیاری جانتے ہین - اور زہد و ریاضت سے اسکا حصول ممکن سمجھتے ہین اور جو اس تجرد سے روح کو قوت علمی بہم پہنچتی ہے اوسکو بہی ایسے وسیع خیال کرتے ہین کہ اوسکے سبب اہل تجرد کو مخزن علوم (علم الہی) لوح و قلم وغیرہ پر مطلع ہوجانا جایز سمجھتے ہین اور افادہ و استفادہ علوم بہی اشراقیین فلاسفہ کیطرح القاء توجہ سے ممکن خیال کرتے ہین مگر فلاسفہ کیطرح ان امور کا حصول ہر کسیکے لئے یکسان تجویز نہین کرتے بلکہ رتبہ نبی کو اسمین سب سے فایق سمجھتے ہین غیر نبی کے حق مین ان امور کے حصول کے لئے توسط نبی کی ضرور بتاتے ہین **ان جوابین عالی** ہین انکے خیالات فلاسفہ کے خیالات سے کچھہ کم نہین وہ ان امور کو ایسا عام سمجھتے ہین کہ نبی و غیر نبی مین تفرقہ نہین کرتے بلکہ جو منصب انبیا رکھتے ہین وہ اوسکو اورونکے کے لئے ثابت کرتے ہین - **انکا قول** ہے کہ اولیاء سے علم اخذ کرتے ہین جہان سے نبی لیتے ہین **یہہ بہی** اونہون نے کہا ہے کہ ولی کا مرتبہ نبی سے افضل ہے - انہی کی تقلید سے کسی نے کہا ہے ؎ بنجہ با بنجہ خدا دارم - من چہ پرواہ مصطفے دارم - **انکے اتباع**

ومقلدین غلو مین اس حد تک پہنچگئے ہین کہ جنکو ان کمالات و صفات کا محل سمجھتے ہین انکو
ان کمالات مین خدا کے برابر جانتے ہین انکی علم کو محیط اور انکی قدرت کو قدرت الہی پر حاکم و متصرف
خیال کرتے ہین خصوصاً اسحالت مین کہ وہ اس جہان سے گذر جاتی ہین اسحالت مین انکی نسبت وہ خیال کرتی ہین کہ علاقہ بدن سے جب انکو انقطاع
ہوگیا ہے تو آپ اونکو پورا تجرد حاصل ہوگیا اور انکے ارواح کو ایسی وسعت ہوگئی ہے کہ جو کچھ دنیا
مین ہو رہا ہے یا آخرت مین ہونیوالا ہے سبھی انکی علم مین موجود ہے اور تدبیرات و تصرفات الہی
مین بھی انکا حصہ ہے گور پرستی و پیر پرستی کی جڑ یہی خیال ہے اور اس خیال نے بڑے بڑے
مقتداؤن کو پکڑ رکھا ہے اگر مین انکے کلمات اس مقام مین نقل کرون تو یہہ رسالہ یک
دفتر بنتا ہے جس سے اصل مقصود فوت ہوتا ہے **علاوہ** انکا ذکر رسائل اتباع و توحید
مین جو اہل حق نے تصنیف کئے ہوئے ہین بہت تفصیل سے موجود ہے - ولیکن **قول
حق** لائق قبول اسمین یہہ ہے کہ نہ وہ تجرد بجمیع انواع کسبی و اختیاری ہے - نہ وہ **قوت** علمی
جو اس تجرد سے حاصل ہوتی ہے وسیع و غیر محدود و اختیاری ہو جاتی ہے - و فلاسفہ و صوفیہ دونون فریق کے خیال
مین غلطی ہے جسپر وجدان و مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے - **باقی آئندہ** -

---

† چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے **تفسیر سورہ بقرہ** مین بذیل بیان اصناف مشرکین و تفصیل انواع شرک فرمایا ہے
"چہارم فرقہ پیر پرستان - گویند چون مرد بزرگی کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعۃ - عند اللہ شدہ بود
ازینجہان میگذرد و روح او را قوتی عظیم وسعتے بس فخیم بہم میرسد - ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او
یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بران مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید"
اور تفسیر **سورہ جن** مین فرمایا ہے "لما قام عبد اللہ یعنی چون میخیزد بندہ خدا یدعوہ یعنی بخواند خدا را
و بسبب ذکر و خواندن او حضرت حق بر قلب او تجلی فرماید - آدمیان و جنیان بر آن بندہ ہجوم آوردہ یکی از ان بندہ طلب فرزند میکند
دیگری طلب روزی - دیگری کشف کونی - و بسبب این ہجوم اوقات او را منغص میکنند و ہم خود در ورطہ شرک و کفر گرفتار می شوند و می
فہمند کہ چون نور الہی در دل این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک کارخانہ خدائی شد انتہی مختصراً - حاشیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

المانع واستعدت للاتصال بالجواہر الروحانیۃ التی بہا نقش
الموجودات کلہا المعبرۃ عنہا فی الشرع باللوح فانطبع فیہا
اعنی فی النفس ما فی تلک الجواہر من صور الاشیاء لاسیما ما ینا سب
اغراض النفس ویکون مہیا لہا ویکون انطباع تلک الصور فی
النفس منہا کانطباع صورۃ مرآۃ فی مرآۃ اخری تقابلہا
عند ارتفاع الحجاب بینہما وکل ما یکون فی احدی المرآتین
یظہر فی الاخری بقدرہ ۔ ثم ذکر سبب الرؤیا الکاذبۃ
فی الامر السادس ثم قال السابع فی معرفۃ الغیب
فی التیقظۃ ہو ان سبب الحاجۃ الی النوم لادراک
علم الغیب بالرویا اور دنا من ضعف النفس وکون
الحواس شاغلۃ لہا فاذا رکدت الحواس اتصلت النفس
بالجواہر واستعدت للقبول منہا ویمکن انیکون فی لک
لبعض النفوس فی التیقظۃ من وجہین احدہما ان
تقوی النفس قوۃ لا تشغلہا الحواس ولا تستولی علیہا بحیث
تستغرقہا وتمنعہا بل تشبع بقوتہا الی النظر الی جانب العلو
والسفل جمیعا کما تقوی بعض النفوس فتجمع بین
ان تکتب وتتکلم وتسمع فمثل ہذا النفس یجوز ان یفتتر
عنہا شغل الحواس وتتطلع الی عالم الغیب فیظہر لہا منہ
بعض الامور فیکون مثل البرق الخاطف وہذا فرع من النبوۃ
ثم ان ضعفت المتخیلۃ بقی فی الحفظ ما انکشف من الغیب

وہ متصل ہو جاتی ہی تو جو نقوش موجود ہیں اون روحانیات میں
پائی جاتی ہین وہ روح مین نقش ہو جاتے ہین خصوصاً وہ نقوش
جو اغراض روح (دینی یا دنیوی یا ذاتی یا قومی) کے متعلق
ہوتی ہین یہہ نقش ہونا ایسا ہی جیسے ایک آئینہ کی صورت دوسرے
آئینہ مین جو اوسکے مقابل ہو نقش ہو جاتی ہے اور
ویسے کی ویسے ہی اسمین نظر آتے ہین۔
پہر امام غزالی نے امر ششم مین جھوٹے خوابونکا
سبب بیان کیا پہر کہا امر ہفتم۔ **بیداری مین غیب**
دانی کے سبب کے بیان مین ہی وہ یہہ ہی کہ روح کا غیب
جاننے مین خواب کا محتاج ہونا اسی سبب سے ہی کہ روح ضعیف
ہوتی ہی تو وہ بیداری مین جو اسکی شغل مین رہتی ہی جب حواس
معطل ہو جاتے ہین تو وہ روحانیات سے متصل ہو جاتی اور انکی نقوش
معلومات کو قبول کرنیکے لائق ہو جاتے ہین اور بعض روحون کو
یہہ بات بیداری مین حاصل ہونی ممکن ہے اسکے دو سبب ہوتے ہین ایک
یہہ کہ روح مین ایسی قوت ہوتی ہے کہ حس کے سبب حواس اسکو
روک نہین سکتی اور اسپر غلبہ نہین کر لیتے کہ اسکو محسوسات مین
مستغرق کر دین اور عالم غیب سے ہٹا لین بلکہ وہ اپنی قوت کے
سبب عالم بالا و عالم محسوسات دونکیطرف نظر کر سکتی ہی جیسکی بعضے
ایک ہی حالت مین لکھتے ہی جاتے ہین اور بولتے بھی رہتے ہین
اور سنتے بھی جاتے ہین ایسی اروح کو لئے جائز ہی کہ یہہ شغل حواس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.